Dr Shahnaj Ara.
Deptt of urdu.
Dr. L.K.V.D. College.

مولانا ابوالکلام آزاد کی مکتوب نگاری

مولانا کے بارے میں اجمل خاں نے غبار خاطر کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا کی زندگی مختلف اور متضاد حیثیتوں میں بٹی ہوئی ہے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ذہین اور حافظے کا یہ حال تھا کہ بارہ برس کی عمر میں فارسی کی بھی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور عربی کی عبارت سے واقف ہو گئے تھے۔ تو طلباء کا ایک حلقہ ان سے درس لینے لگا تھا۔ سیاست میں قدم رکھا تو کاروان سالار ہے۔ تصنیف و تالیف ہی کی طرف متوجہ ہوئے تو وہاں بھی سربلند ہے۔ تحریر و تقریر پر یکساں عبور تھا۔ فراموش کارنامہ انجام دیا مولانا نے ایک عدالت میں تحریری بیان پیش کیا تھا جو بعد کو "قول فیصل" کے نام سے شائع ہوا۔ اسے پڑھ کر مولانا نے ایک عدالت میں تحریری بیان پیش کیا تھا۔ جو بعد کو "قول فیصل" کے نام سے شائع ہوا۔ اسے پڑھ کر مولانا کی خطابت اور ان کی زور بیان کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

مولانا کے خطوط کے کئی مجموعے شائع ہوئے جن میں مکاتیب ابوالکلام آزاد، نقش آزاد، تبرکات آزاد، کاروان خیال اور غبار خاطر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ غبار خاطر مولانا آزاد کے ان خطوط کا مجموعہ ہے۔ جو ۱۹۴۲ اور ۱۹۴۵ کے درمیان زمانہ اسیری میں لکھے گئے۔ مولانا کی زندگی کا بڑا حصہ قید و بند میں گزرا مگر اس بار قلعہ احمد نگر کی اسیری ہر بار سے زیادہ سخت تھی کیونکہ نہ اس بار کسی سے ملاقات کی اجازت تھی نہ کسی سے خط و کتابت کرنے کی اس لیے مولانا دل کے غبار نکالنے کے لیے اپنے ایک قدیم دوست مولانا حبیب الرحمن شیروانی کے نام خط

Scanned with CamScanner

لکھتے رہتے تھے۔ جیل سے رہا ہوئے تو یہ خط غبارِ خاطر کے نام سے چھپوا کر انہیں بھیج دیے گئے۔ خاطر کے معنی میں دل اس طرح غبارِ خاطر کا مطلب ہوا دل کا غبار۔ ایک خط میں شیروانی صاحب کو مخاطب کرتے فرماتے ہیں: "جانتا ہوں میری صدائیں آپ تک نہیں پہنچ سکتیں، تاہم طبعِ نالہ سنج کو کیا کروں فریاد و شیون کے بغیر رہ نہیں سکتی" آپ سن رہے ہوں یا نہ سن رہے ہوں میرے ذوقِ مخاطبت کے لیے یہ خیال بس کرتا ہے کہ روئے سخن آپ کی طرف ہے" ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ لوگوں نے نامہ بری کا کام کبھی قاصد سے لیا کبھی بالِ کبوتر سے۔ ہمارے حصے میں عنقا (خیالی پرندہ) آیا مطلب کو نامہ میسر ہی نہ ہوا

خطوط یا انشائیہ: واقعی یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ ان خطوط کو کس خانے میں رکھا جائے غبارِ خاطر میں بعض خطوط ایسے ہیں جو کسی سنجیدہ موضوع پر سنجیدہ انداز میں لکھے گئے جیسے موسیقی کے بارے میں خط یا غزالی کے بارے میں خط ان میں بلاشبہ مضمون کی شان پائی جاتی ہے بعض خط ہلکے پھلکے انداز میں لکھے گئے ہیں۔ جیسے چڑیا چڑے کی کہانی والا خط جہاں انشائیہ کا انداز غالب ہے۔ اس لیے بعض اہلِ نظر نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مولانا نے مضمون لکھے انشائیہ تحریر کیے اور انہیں خطوط کی شکل دینے کے لیے۔ ہر خط کے شروع میں "صدیقِ مکرم" کا القاب ٹانک دیا اور آخر میں دستخط فرما دیے "ابوالکلام" اور یہ خط بن گئے۔

اس دعوے کے ثبوت میں دلیل یہ بھی دی جا سکتی ہے کہ خط وہ ہوتا ہے جس میں خط لکھنے والا اور جسے لکھا گیا ہے۔ دونوں نظر آئیں۔ غالب کے خطوط پڑھ کر مکتوب الیہ بھی صاف نظر آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

لیکن مولانا کے خطوط یکطرفہ ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ صرف اپنی ہی بات
کیے جاتے ہیں۔

ان خامیوں کے باوجود غبار خاطر کو خطوط کا مجموعہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ بیشتر جگہ خط نگاری کی فضا برقرار رہی ہے۔ غالب کے خطوط پڑھیے تو محسوس ہوتا ہے کہ مکتوب نگار ایک ایک فرد کے چہرے سے نقاب اٹھا رہا ہے۔ مگر مولانا اپنی شخصیت کو پردوں میں چھپاتے چلے جاتے ہیں۔ البتہ ایک خط ایسا ہے جہاں مولانا ہمیں اپنے غم میں شریک کر لیتے ہیں۔ انکی بیگم زلیخا سخت بیمار ہیں۔ اخبار میں انکی علالت جیلر اخبار لے کے مولانا کے پاس آتا ہے لکھتے ہیں۔ میرے صوفے کا بیٹھو دروازے کی طرف تھی۔ اس لیے جب تک آدمی اندر آکر کمرے میں نہ ہو جائے میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا جب جیلر آتا تھا میں حسب معمول مسکراتے ہوئے اشارہ کرتا تھا کہ اخبار ٹیبل پر رکھ دے اور اور پھر لکھنے میں مشغول ہو جاتا تھا گویا اخبار دیکھنے کی کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ ساری خودداریاں دکھاوے کا ایک ہیولا تھیں۔ جس سے دماغ کا ایک مغرورانہ احساس تکلیف دیتا تھا۔ اور اسلئے تکلیف دیتا تھا کہ اس مکاتیب میں بہر حال بہت رہے۔ مولانا کی زندگی کے بارے میں بہت ایسی باتیں ہیں جو ان خطوط میں نہ ہوتی تو شاید کسی طرح ہم تک نہ پہنچتی

Shahaj Ara —x—